موت کی آخری چاپ



ہاجرہ عمران خان

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

موت کی آخری چھاپ

ہاجرہ عمران خان

وقت کے نزول سے پہلے، صدیوں اور قرنوں کی وقوع ہونے سے پہلے کی بات ہے۔ایک سلونی لڑکی تھی اور ایک سلونی شام تھی۔

دونوں اک دوجے کی ہمنوا۔۔۔۔۔، شام جو گہری ہو کر تاریک تر ہو جائے اور کبھی جو پونم کا ماہ روشن اس سلونی شام کے آسمان پر اپنی رعنائیوں سمیت جلوہ گر ہو تو اسے سوگوار حسن کی سوغات بخش دے۔

وہ بھی بالکل شام جیسی تھی شام ہی کی جیسی نمکین حسن کی مالک۔۔۔۔۔،اس نے کب زندگی کو امیدوں کے رنگین دھاگوں سے باندھا تھا۔گہری تاریکی اس کے پور پور سے جھانکتی تھی ایک حرف شکایت زباں پر لائے بغیر۔۔۔جو ہے جیسا ہے کی بنیاد پر اپنا رہی تھی، وہ شام کے پرندوں کے گھر چلے جانے کے بعد جیسی تھی اس کی قسمت کے آسمان پر سب پرندے پردیسی تھے، وہ شام کی طرح بھید بھری تھی جیسے شام تاریکی اوڑھ کر اترتی ہے۔آنکھوں پر باریک پردہ سا تن جاتا ہے، ہر منظر تشنہ کام سارہ جاتا ہے۔۔۔شام جس کے بھیتر دکھ رہتے ہیں، جس کی آغوش دکھوں کی جنم بھومی سمجھی جاتی ہے، بے سکونی جس کے سائے میں آرام پاتی ہے، وہ سب سے الگ تھی۔۔۔اس نے شام کا بھید پالیا تھا خود کو شام مان لیا تھا شام اس کی سانسوں میں بسی تھی۔۔۔اسے شام سے محبت تھی۔۔۔اسکے اور شام کے دکھ سانجھے تھے وہ اور شام ایک دوسرے میں گم رہتی تھیں۔۔۔

سبزے سے ڈھکے پہاڑوں کے بیچ۔۔۔شفاف چاندی سے بہتے پانیوں سے پرے ٹوٹے پھوٹے راستوں کو عبور کر کے اس خودرو سبزے کے پاس اس کا چھوٹا سا گھر تھا جس کی چھت تکونی تھی اور جو سارا کا سارا لکڑی کا بنا ہوا تھا جہاں وہ اور اس کا بابا رہتے تھے، اس کا بابا گائیڈ تھا اور وہاں آنے والے اجنبیوں کو راستہ دکھایا کرتا تھا، اس کی ماں کچھ سال پہلے جہان فانی سے کوچ کر گئی تھی، تب سے اس نے سبزے سے، سرد ہوا سے پہاڑوں سے اور خاص کر کے شام سے دوستی کر لی تھی، ہوش سنبھالتے ہی جو چیزیں اس نے ارد گرد دیکھیں انہی سے اس کی دوستی ہو گئی، وہ اکثر اپنے سلونے سراپے کے بارے میں سوچتی " یہاں کی سب لڑکیاں تو دودھ

کے رنگ جیسی ہیں پھر وہ ایسی کیوں ہے، آنگن میں اترتی شام کی پہلی چاپ جیسی۔۔۔۔۔۔

اسے صبح کیا جیالوں سے، سورج کی تیز روشنی اور چمکتی دھوپ سے کیا لینا دینا، وہ تو پیدا ہی اندھیاروں کی سوغات سمیٹنے کی خاطر ہوئی تھی۔ اکیس برس تک اجیالوں سے منہ چھپائے۔۔۔ تاریکی کا ہاتھ تھامے خوش باش جی رہی تھی۔۔۔ جو چیز اس کے لیے تھی ہی نہیں تو وہ اس کا غم کیا مناتی، اسے ایسی ہی شام کے سنگ جیون بتانا تھا، یہی تاریکی اس کی سہیلی تھی اس کے سنگ ہی اسے رونا، ہنسنا تھا، جو اسے ستاتے تھے، رلاتے تھے، اداس کرتے تھے وہ کب کی اپنے ان جذبوں پر خاک ڈال چکی تھی

مگر ایک چیز تقدیر بھی ہوتی ہے نہ؟ تقدیر کی جادوگرنی ایک روز اپنے جادو کے جھاڑو پر جہان فلک کی سیر کرتی ہوئی وہاں سے گزری۔۔۔ سلونی کو دیکھا۔ اول نگاہ حیران ہوئی اور تب اسے سلونی پر ہنسی آئی، وہ ہنسنے لگی اور ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو گئی، سلونی تقدیر کے طنز کے نشتروں سے زخمی ہوتی رہی پھر سہم کر خود میں سمٹی، دامن بچا کر عبادتوں، ریاضتوں میں مصروف ہو گئی۔۔۔ کل عالم سے بے خبر، ایک جذب اور وجد میں رب جہاں کی طرف مائل اور متوجہ ہو گئی۔۔۔ فضل و رحمت کی سوغاتیں دامن میں بھرتے ہوئے۔۔۔ وہی اس کا چارہ گر تھا اور اسی کے دامن عافیت میں اس نیپنا؟ چاہی۔۔۔۔

قسمت کی جادوگرنی بھی ضدی اور ہٹ دھرم تھی کہ اس کے وار سے بڑے بڑے قسمت کے دھنی بھی نہیں بچ پائے، وہ تو پھر ایک نازک احساسات کی مالک لڑکی تھی۔۔۔ یہ جادوگرنی جب تک بندہ خاکی سے زندگی کا خراج وصول نہ کر لے اسے چین نصیب نہیں ہوتا

****

پھر یوں ہوا کہ ایک شام جب ہوا سرد تھی ایک مہمان اس کے بابا کے ساتھ چلا آیا، وہ چاند جیسا تھا اور اس کا نام بھی چاند تھا شام سلونی سی لڑکی نے چودھویں کے چاند کو نظر بھر کر دیکھا تو دیکھتی ہی رہ گئی، اس کا اکیسواں سن تھا، چاندنی ہر سو بکھری تھی، زمین سے لیکر آسمان تک ہر شے نور کا لبادہ اوڑھ چکی تھی، ہوا مست خرام سی ایسے سہج سہج کر چل رہی تھی جیسے ذرا جو اپنی روش چھوڑی تو ارد گرد رچا سحر ٹوٹ جائے گا۔۔۔ دھرتی کی ہر شے جیسے عالم دیوانگی میں چاندنی پر نگاہیں جمائے، خود وارفتگی کے سے عالم میں ہوش کھو دینے کے قریب تھی۔۔۔ شام سلونی گہرے خواب سے جیسے چونک کر جاگی۔۔۔ دم یوں گھٹا جا رہا تھا گویا جان کسی مٹی کے کچے خوشبودار گھڑے میں بند کر دی گئی ہو۔۔۔ اپنی پناہ گاہ سے نکل کر کھلی چاندنی میں آ کر دم لیا اسے خبر نہیں تھی۔۔۔ تقدیر کی دیوی اسے آزمانے کا فیصلہ کر چکی ہے۔۔۔۔۔۔

پھر قسمت کا وار چلا، اس لمحے سلونی نے چاند کو دیکھا اور دیکھتی چلی گئی، چاند تو پہلے بھی اس کی تاریکیوں کو نگلنے اور اس کے وجود میں روشنیاں بھرنے آیا کرتا تھا مگر تب وہ کتنی انجان تھی اس بار جادوگرنی کی سازش رچی ہوئی تھی۔۔۔ وہ چاند کی دیوانگی میں

مبتلا ہو کر اس کی تمنائی بن بیٹھی۔۔۔۔جادوئی جھاڑو پر بیٹھی جادو گرنی کے قہقہوں سے جادو نگری کی ہر چیز جھنجھنا اٹھی۔ ہنسی کے بدن پر کپکپی طاری ہو گئی، ہوا، شاخیں، پتے، پرندے سب پر سکتہ طاری ہو گیا، ہوا نے چپ سادھ لی۔۔۔جادو نگر کے ایک اک باسی کے رونگٹے کھڑے ہو گ؟ لیکن تماشا گر کیا چاہتا ہے صرف کھیل دیکھنا۔۔۔۔۔۔اسے تو بس دوسروں کی بے بسی کا حظ اٹھانا تھا۔

شام سلونی کا وجود سکتہ زدہ ہوا، دل گھٹنوں کے بل گرا۔۔ آنکھوں کے کٹورے نارسائی کے آنسوؤں سے بھیگ گ؟، رب کے حضور فریاد کناں

ہوئے۔۔۔وہ کہاں میں کہاں؟۔۔۔۔خود سے نظر ملانا بھی مشکل۔۔۔کیسی فرمائش کر بیٹھی؟ خود کو دیکھ اور اپنی جرات دیکھ خود کو ملامت کیا۔

"تو ہی رہ گئی ہے کل جہاں میں چاند کی ہمراہی کیلیئے؟ کائنات میں جا بجا بکھرا حسن دیکھ، مبہوت رہ جائے گی، ساکن تو وہ تب بھی رہ گئی تھی جب اس چاند جیسے کو دیکھا تھا۔۔" وہ جی بھر کر شرمندہ ہوئی۔۔۔دل کے تقاضوں پر خود سے برہم ہوئی۔۔۔جذبے لہولہان ہوئے۔۔۔۔جتنا انکار کرتی۔۔۔خود کو چھپاتی۔۔۔دل بے اختیار ہوا جاتا۔

تقدیر کے قہقہے اور سجل سلونی کے آنسو پھر جیسے روشنی کا وجود ظاہر ہوا۔۔۔۔صفحہ ء قرطاس پر ہر ہر سو پھیل گیا۔۔۔وہ جو خود تاریکی و اجیالوں کا خالق ہے، ہر 'لا' اس کے 'کن' کا محتاج ہے۔۔۔ایک پیامبر سفید پروں پر اترا چلا آیا جس نے سلونی کی اب تک کی تمام ریاضتیں اور عبادتیں اپنے کندھے پر لٹکے جھولے میں ڈالیں اور سفید پروں کے رتھ پر سوار ہو کر آسمانوں کی طرف رخت سفر باندھ لیا۔۔۔ مگر جانے سے پہلے نہ جانے سلونی پر کیا پڑھ کر پھونک دیا کہ سلونا حسن دمک اٹھا۔۔۔

ایک ایسی کشش پیدا ہوئی کہ چاند ایک بار پھر اس کے آنگن میں اترا سجل سلونی پر نظر پڑی تو نظر منجمد ہو گئی، سلونا حسن دیکھا تو سحر زدہ رہ گیا اس سحر میں شر نہیں تھا میٹھے بولوں کی شیرینی رچی تھی۔۔۔سلونی کو چاند عطا کیا گیا تھا۔۔۔تقدیر کے منہ پر چپ کا تالا پڑ گیا۔

چاند نے سجل کا ہاتھ تھاما اس کے سلونے حسن میں کھو کر ہمیشہ ہمیشہ کے ساتھ کا عہد باندھ لیا سلونی شام جو کبھی تاریک ہوتی تو چاند اسے حسن بخش دیتا۔۔۔۔چاند کو اندھیاروں کی مسیحائی سونپی گئی تو اس نے بھی دن کے اجیالوں کو خیر باد کہہ دیا، چاند اور شام لازم و ملزوم ٹھہرا دیے گئے۔۔۔۔سلونی پھر سے اپنے دامن میں خیر بھرنے لگی، خیر میں ہی نجات تھی۔۔۔۔

چاند شام پر نثار تھا، کبھی جو چاند آسمان کی وسعتوں میں کھو جاتا تو کئی روز شام بے چین رہتی مگر پھر چاند لوٹ آتا۔۔۔۔چاند سجل سلونی کے عشق میں مبتلا تھا۔۔۔۔اسکے نمکین حسن کی آغوش میں ہی سکوں پاتا۔۔۔دونوں ایک دوسرے میں گم۔۔۔۔خوش

باش جیتے چلے جا رہے تھے۔لیکن زندگی جینے والوں سے جینے کا خراج وصول کر کے ہی رہتی ہے۔۔۔ایسی ہی اک شام جب چاند جوبن پر تھا۔۔سمندر کی لہریں اس کے عشق میں دیوانہ وار محو رقص تھیں۔۔۔شام سارے منظر سے لپٹی ہوئی تھی ایسے میں قسمت کی جادو گرنی بہکاوے کی صورت آ دھمکی وہی دیوی جو سانپ کی شکل میں اماں حوا کو بھٹکانے میں کامیاب ہوئی تھی ۔۔۔وسوسہ بن کر چاند کو بہکانے آ پہنچی۔

"سجل سلونی کے تمام تر حسن کو جلا تیرے ہی وجود سے بخشی گئی ہے۔"اس ابہام نے چاند کو مغرور کر دیا۔۔

اس نے تحقیر سے سلونی کو اپنے قریب بلا کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ایک زہر خند نشتر اس کی روح میں اتار دیا۔

"تیرے حسن کی تمام تر وجہ میں ہوں۔۔۔۔میرا حسن نہ ہو تو تیرا حسن گہنا جائے"۔۔۔شام نے نظر انداز کیا مگر جتنا بھی جھٹلاتی۔۔۔اسکا دامن دکھ سے بھر جاتا،دل پر چوٹ لگی،دل ٹوٹ گیا۔۔

شام سلونی کے من آنگن میں برسات سی اتر آئی۔۔۔آنکھوں سے بہنے والے آنسو قیامت خیز لال آندھی لائے۔۔۔کائنات کی ہر شے سہم گئی اور پناہ مانگنے لگی،زمین و آسمان کے درمیان ہر شے عتاب کا شکار ہوئی۔۔۔بجلی کڑکی،بادل خوف زدہ سے دبا دبا غراتے رہے،درخت جڑوں سے اکھڑ اکھڑ کر گرنے لگے۔سفید پروں کے رتھ پر سوار پیامبر تیزی سے اترا۔۔اس کے پروں میں کئی سوال مخفی تھے

"کیا ہوا؟،کس نے بہکایا؟کس نے رلایا،کس کا دل ٹوٹا۔۔۔سارا نظام ہستی کیسے الٹ پلٹ گیا؟"پیامبر کو سب سوالات کے جواب چاہیے تھے تب بروقت سلونی سنبھل گئی،آنکھیں خشک کیں اور سجدہ ریز ہوئی۔

چاند سہم سا گیا۔۔۔۔آن کی آن میں حسن کیسے گہنا جاتا ہے؟خوبصورتی کو کیسے گھن لگتا ہے؟اس نے ابھی ابھی نظارہ کیا تھا۔۔۔و؟ پشیمان سا ہو کر رہ گیا اور تب پہلی بار چاند کو گرہن لگا۔اسے معلوم تھا کہ اس کی خوبصورتی کا مالک کوئی اور ہے،اس کا وجود کسی اور کے دم سے چمک رہا ہے۔۔ہر ہر پل کا مالک تو کوئی اور ہے۔۔۔ایک ان دیکھی ہستی۔۔۔۔۔۔جو ہر پل اور ہر دائرے کی مالک ہے،اس کے اپنے قاعدے اور قانون ہیں۔۔۔۔۔۔جو فطری اور مسلمہ ہیں دنیوی نام نہاد قانون سے بہت اوپر اور الگ۔۔۔۔۔۔۔۔ایک ایسی ہستی جسکے لیے صبح کا اجالا اگر ضروری ہے تو تاریکی کا وجود بھی لازم وملزوم۔۔۔ایک حقیقت دوسری حقیقت سے وابستہ۔۔۔۔۔ایک دوسرے کو مکمل کرتا ہے۔۔۔۔ایک دوسرے کی اہمیت اجاگر کرتا ہے۔۔۔چاند جس کا حسن مستعار تھا کسی کی بخشش اور مہربانی۔۔۔وہ شرمندہء احسان اور معافی کا خواستگار ہوا۔۔۔۔۔

حامی بیکساں کی رحیمیت جاگی۔۔۔۔۔پھر وہ بھی اسی سلوک کا مستحق سمجھا گیا جو آدم کے ساتھ برتا گیا تھا۔۔۔معاف کر دینے کا وعدہ جو کر رکھا ہے ہستیء لافانی نے۔۔۔۔جو ازل سے لیکر ابد تک قائم دائم ہے۔

پھر یوں ہوا کہ سجل سلونی شام اور اس کا محبتیں لٹاتا چاند موت کی آخری چاپ تک ساتھ رہے۔۔۔۔۔ آخری سانس تک۔۔۔۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

ختم شُد

اس افسانہ پر آپکی قیمتی رائے کا انتظار رہے گا۔۔